پنجاب میں
خواتین زرعی مزدوروں کی اجرتوں کا جائزہ

ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ، پاکستان

پنجاب میں
خواتین زرعی مزدوروں کی اجرتوں کا جائزہ

اسد شاکر

ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ، پاکستان

حسیب میموریل ٹرسٹ بلڈنگ، ناصر آباد، 2 کلومیٹر رائیونڈ روڈ، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور۔

فون نمبر: 042-35311701-3,5-6 فیکس: 042-35311710 ای میل: info@sappk.org

تحریر:	اسد شاکر
ایڈیٹر:	انور چودھری
ٹائٹل آرٹ ورک:	محبوب علی
کمپوزڈ لے آؤٹ:	تبسم شہزاد
تاریخ:	اپریل 2010ء
تعداد:	2000
پرنٹرز:	شیخ غلام علی اینڈ سنز
ناشر:	ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ، پاکستان

کینیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (CIDA) اور
سوئس ایجنسی برائے ڈویلپمنٹ اینڈ کوآپریشن (SDC) کی مالی معاونت کا مشکور ہے

مندرجات

پیش لفظ

1- تعارف

2- تحقیق سے متعلقہ مواد کا جائزہ

3- تجزیہ

4- سفارشات

حوالہ جات

ضمیمہ جات

پیش لفظ

پاکستان کے دیہی علاقوں کی اکثریت کھیت مزدوروں پر مشتمل ہے اور ان کا ایک بڑا حصہ خواتین ہیں۔ یہی لوگ سب سے زیادہ غریب اور محروم ہیں۔ ان کو اجرتیں بہت کم ملتی ہیں۔ وہاں تو صورتِ حال اور بھی زیادہ خراب ہے جہاں گھر کے تمام معاملات کا انحصار عورتوں کی زرعی مزدوری سے حاصل ہونے والی آمدن پر ہوتا ہے۔ مختلف مطالعاتی جائزوں سے بھی اس بات کی تصدیق ہوئی ہے کہ ان گھرانوں میں مفلسی اور بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ عورتوں کو محنت کی اُجرت کم ملتی ہے۔ یہ زمین کی ملکیت کے حق سے بھی محروم ہیں۔ جن خواتین کے نام زمینیں ہیں وہ بھی اپنی مرضی سے نہ تو انہیں بیچ سکتی ہیں اور نہ ہی ان پر اپنا کوئی اور اختیار استعمال کر سکتی ہیں۔ کھیت مزدور خواتین کے پاس نہ تو زمین ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی ہنر ہے۔ وہ تمام چیزیں جو ان کا حق ہیں یہ ان سے محروم ہیں۔ انہیں صحت، تعلیم اور روزگار کی کوئی سہولیات حاصل نہیں ہیں۔

اس ساری صورتِ حال کو صحیح طور پر دیکھنے کے لئے ہم نے پنجاب کے چھ اضلاع ساہیوال، لودھراں، بہاولپور، رحیم یار خان، لیہ اور بھکر میں سروے کیا ہے۔ دراصل ہم چاہتے تھے کہ زرعی مزدوروں بالخصوص خواتین مزدوروں کو دی جانے والی اجرتوں کے متعلق بنیادی معلومات اور حقائق سامنے آسکیں تا کہ ہم انہیں حکومت اور پالیسی ساز اداروں کے سامنے پیش کریں اور وہ اس حوالے سے ضروری اقدامات اٹھائیں۔ اس تحقیق کا مقصد دیہی علاقوں میں کام کرنے والی سول سوسائٹی کی تنظیموں میں یہ احساس پیدا کرنا بھی ہے کہ وہ کھیت مزدوروں خاص طور پر خواتین مزدوروں میں ان کے حقوق کے شعور کی مہم چلائیں اور انہیں منظم کرنے کی کوشش کریں۔

محمد تحسین
ایگزیکٹو ڈائریکٹر

1- تعارف

دنیا کے غریبوں کی اکثریت دیہی علاقوں میں رہتی ہے۔ زرعی مزدور طبقہ سماج کے غریب ترین طبقات میں سے ایک ہے۔ اکثریت کے پاس رہائش، صحت اور تعلیم کی سہولتوں کا فقدان ہے۔ دنیا میں تقریباً 1.1 ارب مزدور زرعی پیداوار میں مصروفِ عمل ہیں جن میں سے تقریباً آدھے اجرت لینے والے مزدور ہیں۔ ان میں سے کروڑوں صرف اتنا کماتے ہیں جس سے بمشکل ان کی گزر اوقات ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات یہ بھی نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ ان کے حالاتِ کار بہت خراب ہیں اور انہیں کوئی تحفظ حاصل نہیں ہے۔ انہیں بیماریاں لگنے کے قوی امکانات ہوتے ہیں۔ ان کو گھر سے کھیت تک پہنچانے کے لئے جو ٹرانسپورٹ استعمال کی جاتی ہے وہ بہت تکلیف دہ ہوتی ہے۔ عمومی مشاہدے کے مطابق زرعی مزدوروں کے حالاتِ کار انتہائی کٹھن ہوتے ہیں اور پھر روزگار کے عارضی ہونے کی وجہ سے یہ لوگ فکر مند بھی ہوتے ہیں۔ کام کے دوران ان کو مختلف خطرات درپیش ہوتے ہیں جیسے زہریلے کیڑوں کے کاٹنے کا خطرہ، خطرناک جانوروں کے حملے کا خوف وغیرہ۔ ان کے علاوہ زرعی کیمیکل دائمی بیماریوں اور زچگی سے متعلق مسائل کو جنم دیتے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی نیشنل سیفٹی کونسل نے زراعت کے پیشے کو چند خطرناک ترین پیشوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔ طویل اوقاتِ کار، انتہائی کم اجرتیں، بیماری اور مناسب حفاظتی انتظامات کا نہ ہونا ان کے چند بڑے مسائل ہیں۔

زراعت کے شعبہ کو پاکستان کی معیشت میں مرکزی مقام حاصل ہے۔ پاکستان کے جی ڈی پی میں زراعت کا حصہ 24 فیصد ہے اور یہ 42.8 فیصد آبادی کو روزگار فراہم کرتا ہے۔ معیشت کے بڑے حصے کا انحصار زراعت سے متعلق سرگرمیوں جیسے پیداوار اور تقسیم کاری وغیرہ پر ہے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ دیہی خواتین کی بھاری اکثریت اس شعبہ میں کام کر رہی ہے۔ پاکستان میں کل دیہی خواتین کا 79.4 فیصد زرعی شعبہ میں کام کر رہا ہے۔

دیہی مزدوروں میں پاکستان کے دیہی علاقوں میں باقاعدہ اور غیر رسمی شعبوں میں موجود غیر منظم، کم اجرت یافتہ، ہنرمند اور غیر ہنرمند مزدور مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ زرعی مزدور وہ ہیں جو محنت کے بدلے زرعی پیداوار لیتے ہیں، خواہ ٹھیکے پر ہوں یا بغیر ٹھیکے کے، مستقل ہوں یا عارضی، خواہ انہیں نقد اجرت ملتی ہو یا جنس کی صورت میں۔ چھوٹے زمیندار جو خود اپنی زمینوں پر کام کرتے ہیں زرعی مزدوروں کے زمرے میں نہیں آتے۔ یہ قسم مزارعین سے بھی مختلف ہے کیونکہ مزارعین کو زیرِ کاشت زمین پر کچھ قانونی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

پس منظر

دیہی مزدور جو 1951ء میں کل محنت کش افراد کا 1.1 فیصد تھے 1990ء میں بڑھ کر 27.24 فیصد ہو چکے تھے کیونکہ سبز انقلاب کے نتیجے میں مزارعین اور کسان دیہی مزدور بن چکے تھے۔ بے زمین کاشتکار جو ان زمینوں پر کئی دہائیوں سے کاشتکاری کر رہے تھے بے دخل کئے گئے اور انہیں کل وقتی زرعی مزدور بننا پڑا۔ نوآبادیاتی دور کے قوانین اور آزادی کے بعد کے قوانین دیہی مزدوروں کی قانونی حیثیت تسلیم نہیں کرتے۔ زرعی مزدوروں کے لئے کوئی خصوصی قوانین موجود نہیں ہیں۔ صنعتی مزدوروں کے لئے بنائے گئے قوانین کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا۔ زرعی مزدوروں اور ان کے آجروں کے درمیان تعلق محض جابرانہ ہوتا ہے۔

ساٹھ کی دہائی کے اواخر میں زرعی ٹیکنالوجی میں تبدیلیاں رونما ہوئیں جن سے پیداواری سطح پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ سبز انقلاب کے

نتیجے میں پیداوار میں ہونے والا اضافہ اس قدر نمایاں تھا کہ صرف چند برسوں میں نئی ٹیکنالوجی تمام علاقوں میں جہاں اس کا اطلاق ممکن تھا رواج پا چکی تھی۔ یہ بات بہت اہم تھی کہ پیداوار میں یہ اضافہ زرعی شعبے میں کوئی اداراتی تبدیلیاں لائے بغیر حاصل کیا گیا تھا۔ اس سے یہ تصور عام ہونے لگا کہ زرعی ترقی اداراتی اصلاحات کے بغیر بھی ممکن ہے اور یہ کہ پیچیدہ زرعی اصلاحات کے بغیر بھی ترقی کی جا سکتی ہے۔ تاہم جلد ہی یہ مفروضہ غلط ثابت ہو گیا۔ اس عمل کے جامع تر تجزیے سے ثابت ہوا کہ موجودہ زرعی نظام کی وجہ سے بے شمار رکاوٹیں پیدا ہوئیں اور یہ کہ سبز انقلاب کے اثرات نے زرعی نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت کو اور بھی نمایاں کر دیا۔ لیکن وہ غریب لوگ جن میں بہت سی توقعات پیدا ہوئی تھیں اور وہ پوری نہیں ہوئیں، زرعی اصلاحات کے پورے عمل کے دوران سب سے زیادہ نقصان میں رہے۔ بے زمین کاشتکار اور پٹے پر کاشتکاری کرنے والوں پر زرعی اصلاحات سے کوئی اثر نہیں ہوا، صرف چند مخصوص علاقوں میں انہیں زمین کی الاٹمنٹ سے فائدہ پہنچا۔ بہت سے تحفظ یافتہ مزارعین خود کاشتکاری کی جانب منتقلی کے عمل میں اپنے حقوق سے محروم ہو گئے اور بہت سے اسی زمین پر کاشتکاری کر رہے تھے مگر پہلے سے کم فوائد کے ساتھ۔ اس سے غریب طبقے پر ناموافق اثرات پڑے۔ جاگیرداروں کی جگہ تجارتی سطح کے کاشتکاروں نے لے لی جس کے نتیجے میں روایتی مزدوری کی جگہ ٹھیکے پر مزدوری رائج ہوئی۔ اس طرح دیہی مزدور اس معمولی سماجی تحفظ سے بھی محروم ہو گئے جو انہیں زمیندار کے ساتھ باہمی تعلق کے ذریعے حاصل تھا۔ انہیں بغیر کسی تحفظ کے زندگی کی جدوجہد میں اُتار دیا گیا۔ منڈی کی صورتِ حال کے مطابق وہ صرف نقصان ہی اٹھا سکتے تھے۔

ایسی تبدیلیوں سے پیداواری شرحوں میں ایک بنیادی تبدیلی رونما ہوئی۔ زمینداروں نے دیکھا کہ پٹے پر کاشتکاری کرانے کے پرانے طریقے کے تحت نصف نصف کی شرح تناسب بہت مہنگی پڑتی ہے۔ پیداوار کی نئی شرح کے حساب سے نصف کی ادائیگی کی صورت میں وہ کاشتکار کو پہلے کی نسبت تقریباً دگنی رقم کے برابر ادائیگی کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ پٹے پر کاشتکاری کرنے والوں کا ایک بنیادی کام یہ تھا کہ وہ بیلوں کی جوڑی پالیں، جو اب ٹریکٹر کی وجہ سے بے فائدہ ہو گیا تھا۔ زمیندار نے اس شرح تناسب میں تبدیلی کی کوشش کی کیونکہ اب اسے صرف افرادی محنت کی ضرورت تھی جانوروں کی نہیں۔ زمینداروں نے مزارعوں کو بے دخل کرنا شروع کر دیا اور ان میں سے کچھ کو زرعی مزدوروں کے طور پر دوبارہ ملازمت پر رکھ لیا گیا۔ باقیوں کو صرف کٹائی کے وقت کام پر رکھا جانے لگا۔ بعض زمینداروں نے اس سے بھی بچنے کی کوشش کی اور مشترکہ طور پر کٹائی کی مشینیں خرید لیں۔

اس طرح زرعی اصلاحات سے یہ رجحان پیدا ہوا کہ کاشتکاری مزارع کی بجائے زمیندار کرے۔ مزارعوں کی تعداد تیزی سے کم ہوئی۔ زرعی مزدوروں کی اُجرت میں اضافہ ابتدائی برسوں میں برائے نام تھا اس لئے زمینداروں کو پیداوار میں اضافے سے اور بھی زیادہ فائدہ پہنچا۔ زراعت اس قدر نفع بخش کاروبار بن چکا تھا کہ شہروں کے امیر طبقے کے لوگوں نے بھی اس میں سرمایہ کاری شروع کر دی۔ زمینوں کی خرید و فروخت بڑھ گئی۔ زمیندار مزید زمین خریدنے یا کرائے پر لینے کی کوشش کرتے تا کہ اپنے منافع بخش کاروبار کو زیادہ سے زیادہ وسیع رقبے پر پھیلا سکیں۔

چھوٹے زمیندار طبقے کو سبز انقلاب سے بہت فائدہ پہنچا اور ان کی اپنی معاشی حالت میں واضح تبدیلی آئی۔ وہ لوگ جو پہلے سے ہی دولتمند تھے اور بھی امیر ہو گئے اور غریب اور امیر کے درمیان فاصلہ اور بھی زیادہ بڑھ گیا۔ حکمران کے رویے میں تبدیلی اس سے بھی زیادہ اہم تھی۔ دولت کمانے کے بعد لالچ مزید بڑھ گیا اور بعض لوگوں نے سراسر تاجرانہ طریقے اختیار کر لئے۔ پہلے کی طرح کا پدرانہ کردار، مزدوروں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری، ختم ہو گئی اور مزدوروں کو جو تھوڑا سا تحفظ حاصل تھا وہ بھی نہ رہا۔

موضوع کی اہمیت

شروع دن سے ہی سیپ پاکستان کے کاموں کا مرکز ومحور محروم طبقات کی بااختیاری رہا ہے جن میں غریب کسان (خواتین ومرد)، دیہی مزدور، عورتیں اور مذہبی اقلیتیں شامل ہیں۔ پاکستان کی 67.5 فیصد دیہی آبادی میں اکثریت خواتین ومرد کسانوں اور مزدوروں پر مشتمل ہے۔ یہ طبقہ اس لئے بھی اہم ہے کیونکہ یہ پاکستانی عوام کو روٹی مہیا کرتا ہے لیکن افسوس یہ لوگ ابھی تک اپنے بنیادی انسانی حقوق سے محروم ہیں۔ اس بے آواز اکثریتی آبادی کو بنیادی انسانی حقوق دیئے بغیر نہ تو ملک میں حقیقی جمہوریت پنپ سکتی ہے اور نہ ہی ملک ترقی کر سکتا ہے۔

جب ہم زرعی مزدوروں کی زندگیوں کو جاننے کی بات کرتے ہیں تو اس میں ان کی معاشی حیثیت پہلے سامنے آتی ہے۔ دراصل معاشی سرگرمی سے ان کے تمام معاملاتِ زندگی چل رہے ہوتے ہیں۔ ان کے سماجی تعلقات، ان کی اور ان کے خاندان کی صحت وتعلیم کے معاملات بھی درحقیقت ان کی معاشی حیثیت سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں لہٰذا اس اہم نوعیت کے معاملے کو سمجھنا اور جاننا بڑا اہم ہے۔ اسی تجسس نے ہمیں ان کو دی جانی والی اجرتوں کو جاننے کی طرف مائل کیا۔

موجودہ تحقیق بنیادی طور پر زرعی مزدوروں کی اجرتوں اور ان کے حالاتِ کار سے متعلق ہے۔ اس میں ایک تو سطحی سطح پر غور کیا گیا ہے جبکہ دوسری طرف مزدوروں کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دیہی مزدوروں کا ایک بڑا حصہ ان مزدور خواتین پر مشتمل ہے۔ اس لئے یہ سیپ پاکستان کے لئے انتہائی اہم موضوع ہے۔ اس تحقیق کے تحت سب سے زیادہ انٹرویو کپاس چننے والی خواتین سے کئے گئے۔ اس کے علاوہ کچھ کماد کی فصل میں مزدوری کرنے والے افراد سے کئے گئے اور کچھ چاول اور سبزیوں میں مزدوری کرنے والے افراد سے کئے گئے۔

جب ہم بنیادی انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں تو اس میں یہ بات آتی ہے کہ تمام انسان بلاامتیاز رنگ، نسل، ذات پات آپس میں برابر ہیں۔ تمام انسانوں کو بنیادی ضروریات جیسے صحت، تعلیم، روزگار وغیرہ ملنے چاہئیں۔ آزادی وعزت سے اچھے ماحول میں کام کرنے اور کمانے کو بنیادی انسانی حقوق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ پاکستان کے دستور میں بھی یہ ہے کہ ریاست حالاتِ کار کو منصفانہ اور انسانی بنانے کو یقینی بنائے اور اس اصول کی تکمیل کہ ہر کسی کو اس کی اہلیت کے مطابق کام ملے (آرٹیکل 3)۔

یہ موضوع اس حوالے سے بھی اہم ہے کہ زرعی شعبہ میں مصروف مزدوروں کی اجرتوں کی صورتِ حال کا جائزہ لیا جائے کیونکہ اس حوالے سے بہت کم تحقیقی کام ہوا ہے۔ اس لئے یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ان کو دی جانے والی اجرتیں ان کی محنت کا جائز صلہ ہیں؟ کیا انہیں بنیادی انسانی حقوق حاصل ہیں؟ سیپ پاکستان کیونکہ خواتین کی بااختیاری کی بات کرتا ہے اس لئے اس میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ خواتین اور مردوں کو دی جانی والی مزدوری میں کہیں کوئی فرق تو نہیں ہے؟ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنے اس کام میں زیادہ خواتین کو شامل کیا ہے۔ کپاس کی چنائی خواتین کا کام ہے۔ اس لئے خواتین کی اجرتوں کی صورتِ حال کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ اس میں جن چند نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے ان میں مندرجہ ذیل شامل ہیں:

- زرعی مزدوروں کی عمومی معاشی صورتِ حال کیا ہے؟
- ان کو مختلف فصلوں کے سیزن میں کتنے دن کام مل جاتا ہے؟
- ان کو کتنے گھنٹے روزانہ کام کرنا ہوتا ہے؟
- ان کو اجرتیں کس حساب سے ملتی ہیں؟
- کیا یہ اجرتیں ٹھیک ہیں یا کم؟

مقاصد

اس تحقیق کے مندرجہ ذیل تین مقاصد تھے:

1- زرعی مزدوروں کی عمومی معاشی صورت حال کو جاننا

2- ان مزدوروں کو ملنے والی اجرتوں کا جائزہ لینا

3- تحقیق سے حاصل ہونے والے حقائق کو پیروکاری (ایڈووکیسی) کے لئے استعمال کرنا

طریق کار

اس تحقیق کے تحت 100 کپاس چننے والی مزدور خواتین کے انٹرویو کئے گئے۔ یہ انٹرویو ان سے کھیتوں میں کام کے دوران کئے گئے۔ اس کے علاوہ ہم نے کماد کی فصل میں مزدوری کرنے والے 28 مزدوروں کے انٹرویو بھی کئے۔ یہ تمام کے تمام مرد تھے۔ اگرچہ کماد کی فصل میں خواتین بھی کام کرتی ہیں لیکن اس میں مرد مزدور زیادہ کام کرتے ہیں۔ کماد کی فصل میں خواتین تھوڑی تعداد میں گوڈی کی مزدوری کرتی ہیں لیکن بجائی اور بالخصوص کٹائی میں تقریباً تمام مزدور مرد ہی ہوتے ہیں۔ دراصل کٹائی کے کام میں صرف کاٹنا نہیں ہوتا بلکہ اس میں پرالی اتارنا، گٹھے باندھنا اور پھر ٹرالی پر لادنا شامل ہوتا ہے۔ پھر جا کر من کے حساب سے ان کو مزدوری ملتی ہے۔ کیونکہ اس کام میں طاقت اور زور کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے اس لئے اس میں تقریباً سب مرد مزدور ہی کام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ انٹرویو کام کے دوران نہیں کئے گئے کیونکہ جن دنوں یہ کام ہو رہا تھا ان دنوں کماد کی فصل کی کٹائی شروع نہیں ہوئی تھی۔ یہ انٹرویو پھر ان مزدوروں سے کئے گئے جو ماضی میں کماد کی فصل میں مزدوری کرتے رہے ہیں اور آنے والی فصل میں مزدوری کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ ہم نے یونین کونسل کی سطح کے کسان مزدور گروپوں کے اراکین سے انٹرویو بھی کئے۔ سوائے ضلع رحیم یار خان کے یہ تمام انٹرویو ان اضلاع اور یونین کونسلوں میں سے کئے گئے جہاں سیپ پاکستان کا پراجیکٹ "پاکستان میں جمہوری گورننس کا استحکام (ایس ڈی جی پی)" چل رہا ہے۔ کپاس کی چنائی کرنے والے مزدوروں سے انٹرویو کرنے کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب ہم کھیت کے اندر داخل ہوتے تو ابتدائی طور پر مزدوروں کو انٹرویو کے مقاصد سے آگاہ کرتے اور پھر ان میں سے جو انٹرویو کے لئے راضی ہو جاتے اور وہ پُر اعتماد بھی ہوتے تو ان سے انٹرویو لیتے۔ ساتھ ہی ساتھ انٹرویو کی ویڈیو ریکارڈنگ بھی کر لی جاتی۔ جن جن اضلاع سے کپاس کی چنائی کرنے والے مزدوروں کے انٹرویو کئے گئے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

یونین کونسل	تعداد جواب دہندگان
لودھراں	
یونین کونسل	تعداد جواب دہندگان
دوراتوالہ-9	20
49 ایم	5
ساہیوال	
یونین کونسل	تعداد جواب دہندگان
36/12(یوسی-54)	3
110/7R	2
30/11-L(یوسی-69)	12
32/12-L(یوسی-63)	5
بہاولپور	
بستی ماتمہ-12	3
گوٹھ مہراب-135	9
مبارک پور-78	7
رحیم یار خان	
داوکینہ-66	17
بھکر	
بہل	7
لونک	3
لیہ	
شوکت آباد	4
جمن شاہ-42	3
کل	100

نوٹ: تجزیے کے باب میں کچھ جملے دیے گئے ہیں اور ساتھ ہی ان کی وضاحت بھی کی گئی ہے جبکہ کپاس کی چنائی سے متعلق کچھ جملوں کی تجزیے میں صرف وضاحت کی گئی ہے ان کے وہاں جملے نہیں دیے گئے۔ ان کے جملے دیکھنے کے لئے براہ مہربانی ضمیمہ-1 ملاحظہ کیجئے۔

2- تحقیق سے متعلقہ مواد کا جائزہ

دیہی مزدوروں میں پاکستان کے دیہی علاقوں میں باقاعدہ اور غیر زرعی شعبوں میں موجود غیر منظم، کم اجرت یافتہ، ہنر مند اور غیر ہنر مند مزدور مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ زرعی مزدور وہ ہیں جو محنت کے بدلے زرعی پیداوار لیتے ہیں، خواہ ٹھیکے پر ہوں یا بغیر ٹھیکے کے، مستقل ہوں یا عارضی، خواہ انہیں نقد اجرت ملتی ہو یا جنس کی صورت میں۔ ہمارے ملک میں یہ طبقہ انتہائی کٹھن زندگی گزار رہا ہے کیونکہ نہ تو ان کے پاس زمین ہے اور نہ ہی کوئی خاص ہنر۔ اس لئے ان کو مجبوراً زرعی شعبہ میں کم اجرتوں پر مزدوری کرنا پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے پاس روزگار کے کوئی اور مواقع نہیں ہیں۔ ان میں خواتین زرعی مزدور کی زندگی تو اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ پاکستان میں زرعی پیداوار کے تمام پہلوؤں میں خواتین اپنی روزمرہ کی زندگی میں کئی مشقت طلب کام کرتی ہیں۔ یہ کام ان کے گھریلو کاموں جیسے بچوں کی دیکھ بھال، گھر کی صفائی، کھانا پکانا وغیرہ کے علاوہ ہیں۔ ان کاموں کو کرنے کے بعد ان کے پاس تفریح و آرام کا وقت نہیں بچتا۔ کھیت مزدور خواتین بہت زیادہ وقت بیجائی، گوڈی، کٹائی، تھریشنگ وغیرہ میں لگاتی ہیں۔ یہ زرعی پیداوار، لائیو سٹاک اور گھریلو صنعت میں بھی بہت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ مردوں کی نسبت زیادہ وقت ان کاموں میں لگاتی ہیں۔ اس مسلمہ حقیقت کے باوجود کہ مرد اور عورت دونوں برابر ہیں لیکن پھر بھی جگہ جگہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے ان کو مردوں کے مقابلے میں کم اجرت دی جاتی ہے۔ حالانکہ دستورِ پاکستان کے مطابق یہ ہے کہ ریاست حالاتِ کار کو منصفانہ اور انسانی بنائے (آرٹیکل 37 سی) اور ہر قسم کے استحصال کے خاتمے کو یقینی بنائے اور اس اصول کی تکمیل کہ ہر کسی کو اس کی اہلیت کے مطابق کام ملے (آرٹیکل 3)۔

پاکستان میں زرعی مزدور بالخصوص خواتین زرعی مزدور تمام زندگی مواقع کی کمی کا شکار رہتی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ صنفی سطح کے تحت نظریات، سماجی و ثقافتی پابندیاں اور آجروں کے صنفی تعصبات ہیں۔ عورتوں پر غربت کے اثرات کے مطالعاتی تجزیوں سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عورتوں کو کنبے میں اور معاشرے میں غربت کا زیادہ بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ مطالعاتی جائزوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جتنا زیادہ کوئی کنبہ غریب ہوتا ہے اتنا ہی اس کے عورتوں کی محنت پر انحصار کرنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیہات کے چھوٹے پیمانے کے مطالعاتی جائزوں سے پتہ چلتا ہے کہ جن گھرانوں میں عورتوں کی کمانے کی صلاحیت کنبے کی بقا کے لئے اہم ہوتی ہے وہاں مفلسی اور بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ عورتوں کو محنت کی اُجرت کم ملتی ہے۔ حالانکہ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ مرد اور عورت برابر ہیں اور دونوں کو برابر کے انسانی حقوق حاصل ہیں لیکن پھر بھی جگہ جگہ ان کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے ان کو مردوں کے مقابلے میں کم اجرت دی جاتی ہے۔

45 ممالک میں کئے جانے والے سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ زرعی شعبہ سے وابستہ مزدوروں کی اجرتیں اس حساب سے نہیں بڑھیں جس حساب سے ان ممالک میں مہنگائی بڑھی ہے۔ اس رپورٹ سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ کھیت مزدور اپنی آمدن کا تقریباً 70 فیصد صرف خوراک پر خرچ کرتے ہیں۔ کم اجرتیں وصول کرنے کے علاوہ زرعی مزدور اکثر اوقات بے روزگار رہتے ہیں اور سالانہ اوسطاً ان کو 175 دن کام ملتا ہے اور سال کا تقریباً ایک تہائی یہ فارغ رہتے ہیں۔ فصلوں کے دو سیزنوں کے درمیان گزارہ کرنا ان کے لئے خاصا مشکل ہوتا ہے کیونکہ ان دنوں میں ان کو فصلوں میں مزدور نہیں ملتی۔ روزگار کے دنوں میں اوقاتِ کار زیادہ ہوتے ہیں اکثر 45 گھنٹے ہفتہ وار۔ زرعی مزدور دیگر شعبوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی نسبت بہت زیادہ حادثات اور مہلک بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں اور ان کی

کوئی تلافی بھی نہیں کی جاتی۔

پاکستان میں خواتین اہم فصلوں کی پیداوار میں بڑی حد تک شامل ہوتی ہیں لیکن اس کی شدت مذکورہ فصل اور وہ خاص سرگرمیاں جو اس فصل سے متعلقہ ہوتی ہیں سے جڑی ہوئی ہوتی ہے۔ خواتین کی شرکت کپاس، چاول، دالوں اور سبزیوں میں بہت زیادہ ہے (ممتاز، 1993ء)۔ سندھ میں چاول اور کپاس کی کاشت میں خواتین کی مزدوری خواتین کی سالانہ زرعی سرگرمیوں کا ایک تہائی سے بھی زیادہ بنتی ہے (قادری اینڈ جہان، 1982ء)۔ اسی طرح پنجاب میں کپاس کی پیداوار میں خواتین کی شرکت بہت زیادہ ہے۔ کپاس کی چنائی صرف خواتین کا کام ہے۔ کماد کی فصل میں ان کی شرکت بہت ہی کم ہے کیونکہ اس میں بہت بڑی اکثریت مرد مزدوروں کی کام کرتی ہے (زمان اینڈ خان، 1987ء)۔ صوبہ سرحد کے پانچ اضلاع میں کئے گئے سروے میں یہ بات سامنے آئی کہ تقریباً 82 فیصد خواتین زراعت پر مبنی سرگرمیوں میں شرکت کرتی ہیں۔ وہ اپنے وقت کا 45 فیصد ان پر صرف کرتی ہیں اور بڑی فصلوں میں پیداوار کے 25 فیصد کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ یہ کل خوراک کا 30 فیصد پیدا کرتی ہیں (شاہ اینڈ جبیں، 1988ء)۔

پنجاب کے دو اضلاع بھکر اور لیہ میں کی جانی والی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ ان اضلاع کے دیہی نشیبی علاقوں میں زرعی مزدوری کرنے والے افراد میں پچاس فیصد مرد ہیں اور پچاس فیصد خواتین شامل ہیں۔ خواتین زیادہ تر کپاس کی فصل میں گوڈی و چنائی، گندم کی کٹائی اور سبزیوں میں بیجائی و چنائی کا کام کرتی ہیں جبکہ مرد تمام بڑی فصلوں جیسے گندم، کماد، مونگ وغیرہ میں بیجائی، پانی لگانا، کھاد دینا اور سپرے کرنے کا کام کرتے ہیں۔ کماد کی فصل میں خواتین گوڈی، گندم کی فصل میں گوڈی و کٹائی، مونگ کی فصل میں بھی گوڈی و کٹائی اور کپاس کی فصل میں گوڈی و چنائی میں کام کرتی ہیں۔ ادھر بارانی علاقوں میں خواتین چنے کی فصل میں کٹائی کا کام کرتی ہیں۔ تمام فصلوں میں پانی دینا، کھاد دینا اور سپرے کرنے کا کام صرف اور صرف مرد کرتے ہیں (جمشید، 2002ء)۔

پاکستان کے چاول اور کپاس پیدا کرنے والے دیہی علاقوں میں کی گئی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی کہ زرعی سرگرمیوں میں خواتین اپنے وقت کا 39.34 فیصد چاول کی فصل پر اور 50.42 فیصد وقت کپاس کی فصل پر خرچ کرتی ہیں (اقوام متحدہ، 1986ء)۔ پاکستان میں 34 فیصد آبادی خطِ غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے (یو این ڈی پی، 1997ء)۔ دیہی علاقوں میں تو یہ تناسب ایک تہائی سے 50 فیصد تک بنتا ہے۔ اس میں خواتین غربت سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ ایک طرف تو خاندان کی بقاء کے لئے خواتین پر کام کا بوجھ بڑھتا ہے اور دوسرا یہ کہ وہ کم خوراکی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ تقریباً 70 فیصد دیہی خواتین کو اپنی خوراک میں اتنی کیلوریز نہیں ملتیں جتنوں کی ان کے جسم کو ضرورت ہوتی ہے۔ تقریباً 90 فیصد حاملہ خواتین انیمیا کا شکار ہیں (ہاشمی، 1988ء)۔ غربت اور کم خوراکی کے علاوہ اکثر دیہی خواتین زیادہ دفعہ حاملہ ہوتی ہیں۔

ظاہر ہے یہ خواتین مردوں کی نسبت زیادہ وقت کام کرتی ہیں۔ مختلف سرویز سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایک خاتون مختلف معاشی سرگرمیوں اور گھریلو کاموں پر روزانہ 12 سے 15 گھنٹے صرف کرتی ہے۔ (ESCAP, 1997)۔ عورتیں ملک میں کمائی جانی والی آمدنی میں 20.8 فیصد حصہ ڈالتی ہیں (یو این ڈی پی)۔ زرعی مزدور خاتون بالخصوص دو موسموں میں بہت زیادہ مصروف ہوتی ہے ایک بوائی کے موسم میں اور دوسرا کٹائی کے موسم میں۔ بارانی علاقوں میں جہاں فصلیں اتنی اچھی نہیں ہوتیں جن سے انسانی بقاء کی ضمانت ملے، مرد حضرات عام طور پر غیر زرعی سرگرمیوں کے لئے دیگر شعبوں میں کام کرنے چلے جاتے ہیں۔ نتیجتاً زرعی پیداوار سے متعلق تمام بوجھ خواتین کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں کپاس کی پیداوار نے خواتین مزدوروں کی طلب کو حیران کن حد تک بڑھا دیا ہے۔

3- تجزیہ

(ا)- کپاس کی چنائی

مزدور خواتین کی عمومی معاشی صورتِ حال

اس تحقیق کے تحت 100 کپاس چننے والی مزدور خواتین کے انٹرویو کیے گئے۔ ان میں سے 55 فیصد موسمی (سیزنل) مزدور تھیں جبکہ 45 فیصد زرعی شعبہ میں مستقل مزدور کی حیثیت سے کام کر رہی تھیں۔ 56 فیصد نے کہا وہ صرف زرعی مزدوری ہی کرتی ہیں اور اس کے علاوہ کوئی مزدوری نہیں کرتیں۔ 44 فیصد نے کہا کہ وہ زرعی مزدوری کے ساتھ ساتھ اور مزدوری جیسے سلائی کڑھائی کا کام، زمیندار کے گھر کام کرنا اور ان کے جانور پالنے کا کام بھی کرتی ہیں۔ 74 فیصد کچے گھروں میں رہ رہی تھیں جن میں سے 14 فیصد کا اپنا گھر نہیں تھا بلکہ وہ مقامی زمیندار کی طرف سے دیئے گئے گھروں میں رہائش پذیر تھیں۔ 18 فیصد کچے پکے ملے جلے گھروں میں رہائش پذیر تھیں جبکہ 8 فیصد پکے گھروں میں مقیم تھیں۔ 53 فیصد کا جواب تھا کہ ان کے علاوہ گھر میں کمانے والا/والی صرف ایک فرد ہے۔ 19 فیصد نے کہا کہ ان کے علاوہ گھر میں کمانے والے دو افراد ہیں جبکہ 13 فیصد نے کہا کہ ان کے علاوہ گھر میں کمانے والے تین افراد ہیں۔

نیچے دیئے گئے ٹیبل سے ان کی ماہانہ آمدن کا اندازہ ہوتا ہے جو وہ زرعی شعبہ میں کام کرتے ہوئے حاصل کرتی ہیں:

نمبرشمار	آمدنی (روپے)	تعداد/فیصد	نمبرشمار	آمدنی (روپے)	تعداد/فیصد
1	100 تا 500	4	6	2600 تا 3000	1
2	600 تا 1000	20	7	3100 تا 3500	0
3	1100 تا 1500	40	8	3600 تا 4000	3
4	1600 تا 2000	22	9	4100 اور 4100 سے زیادہ	2
5	2100 تا 2500	5			

جواب نہیں دیا:	3
کل جواب دہندگان:	100

اوپر دیئے گئے ٹیبل پر غور کریں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ کھیت مزدور خواتین کی اکثریت (60 فیصد) 600 روپے سے لے کر 1500 روپے تک ماہانہ کماتی ہے۔ اس سے ایک عام آدمی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ طبقہ کس قسم کی زندگی گزار رہا ہے۔ مہنگائی کی صورتِ حال یہ ہے کہ صرف

پچھلے دو سالوں میں 100 فیصد مہنگائی بڑھی ہے۔ صحت اور تعلیم کی سہولتیں کجا ان کی روٹی بھی بڑی مشکل سے چل رہی ہے اور بعض اوقات یہ بھی نہیں چلتی۔ ڈیلی ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق صرف 26 جون 2008ء سے لے کر 25 جولائی 2008ء تک غربت اور مہنگائی کی وجہ سے 285 افراد نے خودکشی کی۔ اب سوچیں یہ اگر بیمار ہوتے ہوں گے تو کیا کرتے ہوں گے؟ کھیت مزدور خواتین سے زیادہ مشکل زندگی شاید ہی کوئی گزار رہا ہو۔ انٹرویو کی گئی خواتین میں سے 69 فیصد کا خاندان 4 سے 9 افراد پر مشتمل تھا۔

28 فیصد کے گھر میں کوئی بھی پالتو جانور نہیں تھا حتیٰ کہ مرغی بھی نہیں تھی۔ 30 فیصد کے گھر میں بکریاں تھیں۔ 9 فیصد کے گھر میں گائیں تھیں اور 6 فیصد کے گھر میں بھینسیں تھیں۔

کپاس کی چنائی کی اجرتیں اور اوقاتِ کار

47 فیصد کا کہنا تھا کہ کپاس کی چنائی کے دنوں میں ان کو پورا موسم (سیزن) کام ملتا رہتا ہے، 21 فیصد کا کہنا تھا کہ کپاس کی چنائی کے موسم میں ان کو 16 سے 20 دن کام مل جاتا ہے جبکہ 15 فیصد کا کہنا تھا کہ ان کو 11 سے 15 دن کام مل جاتا ہے۔ 69 فیصد کا جواب تھا کہ کپاس کی چنائی میں ان کو روزانہ 8 سے 9 گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے۔ 13 فیصد کا کہنا تھا کہ ان کو 10 سے 12 گھنٹے روزانہ کام کرنا پڑتا ہے۔ کام کے روزانہ اوسط دورانیہ کو سامنے رکھتے ہوئے جب اوسط روزانہ چنی جانے والی کپاس کی مقدار نکالی گئی تو یہ 24 کلوگرام بنی۔ اس طرح ضلع وار اجرتوں کی صورتِ حال اس طرح سامنے آئی:

ضلع	اوسط یومیہ مزدوری
لودھراں	60 روپے
بہاولپور	60 روپے
رحیم یار خان	78 روپے
ساہیوال	120 روپے
لیہ	144 روپے
بھکر	144 روپے

81 فیصد خواتین نے کہا کہ کپاس کی چنائی کے عوض دی جانی والی اجرتیں انتہائی کم ہیں اور وہ ان سے بالکل بھی مطمئن نہیں۔ 16 فیصد نے کہا ہے کہ ان کو چنائی کی جو اجرت مل رہی ہے وہ ٹھیک ہے۔ ان 16 فیصد میں سے زیادہ تر کا تعلق لیہ، بھکر اور ساہیوال سے تھا کیونکہ سروے کئے گئے باقی علاقوں کی نسبت یہاں مزدوری کچھ بہتر مل رہی تھی۔ جیسے بھکر اور لیہ میں چنائی کی اجرت 6 روپے فی کلوگرام مل رہی تھی بلکہ لیہ میں تو ایک جگہ 7 روپے فی کلوگرام بھی مل رہی تھی جبکہ باقی علاقوں جیسے لودھراں، بہاولپور میں ڈھائی تین روپے مل رہی تھی۔

لیہ، بھکر اور لودھراں کے کچھ کسانوں سے رابطہ کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک ایکڑ کپاس کی کاشت پر اوسطاً 20000 روپے خرچ ہوتے ہیں اور ایک ایکڑ سے اوسطاً 25 من کپاس پیدا ہوتی ہے۔ اس سیزن میں کپاس کا ریٹ 2000 روپے فی من تک بھی گیا۔ اس حساب سے ایک

ایکڑ سے کاشتکاروں کو50000 روپے حاصل ہوتے ہیں۔ اس میں سے اخراجات نکال لیں تو ایک ایکڑ سے کاشتکاروں کو اوسطاً تقریباً 30000 روپے بچت ہوتی ہے۔ ہماری اس تحقیق کے مطابق کپاس کی چنائی کرنے والی خواتین مزدوروں کو کم از کم 2 روپے فی کلوگرام اور زیادہ سے زیادہ 6 روپے فی کلوگرام مزدوری مل رہی ہے۔ اگر ہم 5 روپے فی کلوگرام مزدوری کو بنیاد بنا کر حساب لگائیں تو 25 من کپاس کی چنائی کی مزدوری 5000 روپے بنتی ہے۔ ایک ایکڑ میں عمومی مشاہدے کے مطابق 6 سے 8 خواتین کام کرتی ہیں۔ اس طرح کل فی ایکڑ پیداوار کا تقریباً 10 فیصد کپاس چننے والے مزدوروں کو دیا جاتا ہے جبکہ کل اخراجات کا یہ تقریباً 25 فیصد بنتا ہے۔

اس حوالے سے ہم نے ان کی رائے جاننے کی کوشش کی کہ ان کو فی کلو کپاس کی چنائی کی اجرت کتنی ملنی چاہیے تو ضلع وار اس طرح صورتِ حال سامنے آئی:

ضلع	اوسط اجرت جو ان کو مل رہی تھی (روپے فی کلو)	اوسط اجرت جو ان کو دی جانی چاہیے (روپے فی کلو)
لودھراں	2.50	5
بہاولپور	2.50	6
رحیم یار خان	3	6
ساہیوال	5	7
لیہ	6	8
بھکر	6	8

اب پورے منظر پر غور کریں تو ان کی زندگی کی ایک خوفناک تصویر سامنے آتی ہے۔ غربت، مہنگائی، کم اجرتیں اور اوپر سے زیادہ افراد پر مشتمل خاندان۔ یہ سب ان کی بدحالی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اپنی زندگی کی مشکلات کے بارے میں بتاتے ہوئے کچھ خواتین نے اس طرح بات کی:

فیاض بی بی، بستی غریب آباد، ضلع بہاولپور

یہ مزدوری بہت کم ہے۔ یہ ناجائز ہے اس میں کیا بنتا ہے؟ غریب لوگ ہیں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ ایک من کپاس کی چنائی کے 100 روپے ملتے ہیں اور ہم روزانہ 10 یا 15 کلو چن لیتے ہیں۔ کبھی کبھی 20 کلو بھی بن جاتی ہے۔ اگر ایک من ہو تو 100 روپے ملیں۔ جب من ہوتا ہی نہیں تو پھر 100 روپے کیسے ملیں اور ہم خوش ہوں؟ پورا دن کھڑے ہو کر مزدوری کرتے ہیں زیادہ نہیں تو 200 روپے فی من کپاس کی چنائی تو دیں۔

سمی دیوی، چک نمبر 112پی، ضلع رحیم یار خان

اگر کپاس اچھی ہو تو تقریباً2 مہینے مزدوری ملتی ہے لیکن اب کے کپاس اچھی نہیں ہے اور اس سے ڈیڑھ مہینہ مزدوری ملے گی۔اس کے بعد ہم کپاس کے بچ جانے والے حصے (کاٹھیاں) اکٹھی کرتی ہیں اور پھر ان کو پورا سال بطور ایندھن استعمال کرتے ہیں۔ پہلے ان کو کاٹتے ہیں، پھر ریڑھی پر لادتے ہیں اور گھر لے آتے ہیں۔ہم بھی کیڑوں کی طرح پورا سال خوراک اکٹھی کرنے میں گزارتے ہیں اور پھر شام کو واپس آتے ہیں۔ جاتے اپنی مرضی سے ہیں لیکن گھر واپس زمیندار کی مرضی سے آتے ہیں اس طرح بعض اوقات گھر واپس لوٹنے میں بہت دیر ہو جاتی ہے۔ دیکھا جائے تو ہمیں اپنی محنت کا جائز معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ کپاس کی چنائی کی مزدوری 130 روپے فی من دے رہے ہیں اور کہیں کہیں 140 روپے دے رہے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ 200 روپے دیں۔اب حال یہ ہے کہ پورا خاندان دن بھر کپاس چنتا ہے تو پھر جا کر ایک من روزانہ چگی جاتی ہے اور پھر شام کو 10 یا 20،20 روپے ہم آپس میں تقسیم کرتے ہیں۔ اگر ہم روزانہ 20،20 روپے بھی لے آئیں تو شام کو خرچہ بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ ہر چیز مہنگی ہے۔ گھی، چینی مہنگے ہیں بلکہ چینی تو مل بھی نہیں رہی۔ ایک عورت جتنی بھی محنت کر لے 30 کلو سے زیادہ کپاس نہیں چن سکتی اور وہ بھی کپاس اچھی ہو تو تب۔ میں تو ایک دن آٹھ کلو چن کے واپس آ گئی۔ ہم کپاس اور گندم میں مزدوری کرتے ہیں اس کے علاوہ یہاں مزدوری نہیں ہے۔ یہاں نہ تو کماد ہے، نہ پیاز ہے اور نہ ہی مرچ ہے۔ کپاس کا وزن کرتے وقت ہمیں قریب نہیں آنے دیا جاتا بلکہ اگر ہم قریب آنے کی کوشش کریں تو ہمیں جھڑکیں دی جاتی ہیں۔ غربت کی وجہ سے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔

بلیاں،ٹبہ چک نمبر 123پی، ضلع رحیم یار خان

اگر ایک من کپاس چنیں تو ہمیں 120 روپے ملتے ہیں۔ لیکن ایک من کپاس روزانہ نہیں چنی جاتی۔ کبھی 10 کلو ہو جاتی ہے کبھی 15 کلو تو کبھی 20 کلو ہو جاتی ہے۔ ہمیں کھانے پینے اور اخراجات پورے نہ ہونے جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ دو تین بندے کماتے ہیں لیکن پھر بھی خرچہ پورا نہیں ہوتا۔ اتنی مہنگائی میں 70,60 روپے میں خرچہ پورا نہیں ہوتا ہے۔ اس میں سب ضرورتیں جیسے کپڑے، تیل، صابن کیا پورے ہوں گے؟

کپاس کی چنائی کی اجرتیں

یونین کونسل	گاؤں/بستی	اجرت (روپے فی کلو)	تعداد جواب دہندگان
لودھراں			
دوراتوالہ-9	کھوہ اللہ داد والہ	2	3
		2.5	3
دوراتوالہ-9	بستی شوراں	2	1
دوراتوالہ-9	غلام والہ	2	5
		2.5	3
49 ایم	جناح آبادی	2.5	5
دوراتوالہ-9	متریں	2	2
		2.5	1
دوراتوالہ-9	پٹھانا توالہ	2.5	2
ساہیوال			
36/12(یوسی-54)	108/7R غربی	5	1
36/12(یوسی-54)	108/7R شرقی	5	2
110/7R	111/7R	5	2
30/11-L(یوسی-69)	29/11-L	4	1
		5	4
30/11-L(یوسی-69)	30/11-L	5	7
32/12-L(یوسی-63)	32/12-L	4	5
بہاولپور			
بستی ماتحلہ-12	بستی دوستانہ	3	2
گوٹھ مہراب-135	بستی مہراں	2.50	9
مبارک پور-78	غریب آباد	2.50	7
رحیم یار خان			
واکبند-66	112P	3	1
		3.25	2
واکبند-66	121P	3.50	2
		3.75	2
		4	4
واکبند-66	123P	3	3
		3.50	1
		3.75	2
بھکر			
بہل	بہل	6	7
نوتک	رضائی شاہ	6	3

لیہ			
شوکت آباد	234-A TDA	6 7	3 1
جمن شاہ-42	کوٹلہ نارنگ سارنگ	6	1
			97

جواب نہیں دیا: 3

کل جواب دہندگان: 100

مندرجہ بالا ٹیبل پر نظر دوڑائیں تو اس سے صاف نظر آتا ہے کہ کپاس کی چنائی کرنے والے مزدوروں کو جو اجرتیں دی جا رہی ہیں وہ انتہائی کم ہیں اور یہ کسی طور بھی ان کی محنت کا جائز صلہ نہیں۔ مثلاً ضلع لودھراں کی یونین کونسل دورانوالہ میں کہیں دو روپے اور کہیں ڈھائی روپے فی کلوگرام مزدوری مل رہی ہے۔ اسی طرح بہاولپور کی یونین کونسل گوٹھ مہراب اور مبارک پور میں بھی یہی ریٹ چل رہا ہے۔ سب سے زیادہ ریٹ ضلع لیہ کی یونین کونسل شوکت آباد میں 7 روپے فی کلوگرام کے حساب سے مل رہا ہے۔ باقی جمن شاہ اور ضلع بھکر کی یونین کونسل نوتک، بستی بختاور اور بہل میں 6 روپے فی کلوگرام کے حساب سے مل رہا ہے۔

خواتین مزدوروں کی اجرتیں مرد مزدوروں کی نسبت بہت کم ہیں

جب خواتین سے پوچھا گیا کہ مرد مزدوروں کی اجرتیں اور ان کو دی جانے والی اجرتیں برابر ہیں یا ان میں فرق ہے؟ اس کے جواب میں کچھ خواتین کا کہنا تھا کہ:

یاسمین بی بی، L-32/12، ساہیوال

مرد کے مقابلے میں عورت کو کم مزدوری دی جاتی ہے۔ اگر ایک مزدوری کے مرد کو 200 یا 250 روپے ملتے ہیں تو اسی مزدوری کے عورت کو 80 یا 100 روپے دیے جاتے ہیں۔ ان کی مزدوری برابر تو ہونی چاہیے۔ چلو اگر برابر نہیں تو تھوڑا سا فرق ہو لیکن یہ مرد کے مقابلے میں آدھی بھی نہیں دیتے حالانکہ دونوں برابر کا کام کرتے ہیں۔

نسرین بی بی، 108/7R شرقی، ساہیوال

ایک مزدوری کے اگر مرد کو 200 روپے ملتے ہیں تو اسی مزدوری کے عورت کو 100 روپے دیے جاتے ہیں۔ ہم تو زمینداروں کو بہت کہتے ہیں لیکن وہ جواب دیتے ہیں کہ مرد اور عورت کی محنت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں کہ مرد سارا دن کام کرتا ہے لیکن عورت اگر سارا دن کام کرے تو اس کی محنت تھوڑی ہوتی ہے اس لئے ہم ان کو معاوضہ بھی کم دیتے ہیں۔

اسی حوالے سے جب ہم نے کسان مزدور گروپوں کے اراکین سے بات کی تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ واقعی خواتین مزدوروں کو مرد مزدوروں کے مقابلے میں بہت کم اجرتیں ملتی ہیں۔

عمومی معاشی صورت حال

کماد کے کل 28 مزدوروں میں سے 17 عارضی اور 11 مستقل مزدور تھے۔ 21 نے جواب میں کہا کہ ہم زرعی شعبہ میں مزدوری کے علاوہ اور کوئی مزدوری نہیں کرتے جبکہ 7 نے جواب دیا کہ وہ زرعی مزدوری کے علاوہ اور بھی مزدوری کرتے ہیں۔ ان میں اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنا، فیکٹریوں میں کام کرنا، تعمیراتی کام میں مزدوری کرنا، چوکیدارہ کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ کماد کے علاوہ گندم اور چاول کی فصلوں میں بھی مزدوری کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ فصلوں کو پانی لگا کے، کھاد ڈال کے اور سپرے کر کے بھی روزی کماتے ہیں۔

7 مزدوروں کے خاندان 1 سے 3 افراد، 11 کے 4 سے 6 افراد، 6 کے 7 سے 9 افراد اور 4 کے 10 اور 10 سے زیادہ افراد پر مشتمل تھے۔

17 مزدوروں کے گھر کچے، 10 کے پکے جبکہ ایک کا کچا پکا ملا جلا تھا۔ کماد کے 3 مزدوروں نے جواب دیا کہ وہ جن گھروں میں رہتے ہیں وہ ان کے اپنے گھر نہیں ہیں بلکہ مقامی زمیندار کی طرف سے انہیں دیئے گئے ہیں۔ 28 میں سے 3 مزدوروں کے گھر میں کوئی جانور نہیں تھا جبکہ باقی 25 افراد کے گھر میں کوئی نہ کوئی جانور تھا۔ ان میں 23 کے گھر میں گائے تھی اور ساتھ دوسرے چھوٹے جانور جیسے بھیڑیں اور بکریاں بھی تھیں۔

9 مزدوروں نے کہا کہ ان کے گھر میں ان کے علاوہ کوئی اور کمانے والا/والی نہیں۔ 6 نے کہا کہ ایک، 9 نے کہا 2، ایک نے کہا 3، 2 نے کہا 4 اور ایک نے کہا کہ ان کے گھر میں ان کے علاوہ کمانے والے 6 افراد ہیں۔

ایک نے کہا کہ اس کی ماہانہ زرعی مزدوری 600 روپے سے لے کر 1000 روپے تک ہے۔ ایک ہی نے کہا کہ اس کی ماہانہ زرعی مزدوری 1100 روپے سے لے کر 1500 روپے تک ہے۔ 5 نے کہا کہ ان کی ماہانہ زرعی مزدوری 1600 روپے سے لے کر 2000 روپے تک ہے۔ 8 نے کہا کہ 2100 روپے سے لے کر 2500 روپے تک ہے۔ 3 نے کہا کہ 2600 روپے سے لے کر 3000 روپے تک ہے۔ 3 ہی نے کہا کہ 3100 روپے سے لے کر 3500 روپے تک ہے اور 7 نے کہا کہ 3600 روپے سے لے کر 4000 روپے تک ہے۔

بیجائی کی مزدوری

بیجائی کی مزدوری کرنے والے 4 افراد میں سے ایک نے کہا کہ اس کو بیجائی کی مزدوری فی کس ملتی ہے جبکہ 3 نے کہا کہ ان کو فی ایکڑ کے حساب سے ملتی ہے۔ 2 نے کہا کہ بیجائی کی مزدوری 1200 روپے فی ایکڑ ہے جبکہ ایک نے کہا کہ 1000 روپے فی ایکڑ ہے۔ ایک نے کہا کہ بیجائی کی مزدوری ٹھیک ہے جبکہ 3 نے کہا کہ یہ کم ہے۔

گوڈی

گوڈی کی مزدوری کرنے والے 3 افراد نے کہا کہ گوڈی کا کام ہمیں پورا سیزن مل جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ گوڈی کی مزدوری فی ایکڑ کے حساب سے ملتی ہے۔ ایک نے کہا کہ گوڈی کرنے کی مزدوری 1000 روپے فی ایکڑ ہے جبکہ 2 نے کہا کہ 1200 روپے فی ایکڑ ہے۔ ایک نے کہا کہ گوڈی کی دی جانے والی مزدوری معقول ہے جبکہ 2 نے کہا کہ یہ کم ہے۔

کٹائی

کماد کی کٹائی کا کام کرنے والے 28 میں سے 14 مزدوروں نے کہا کہ کماد کی کٹائی کے سیزن میں انہیں پورا سیزن کام مل جاتا ہے۔ 3 نے کہا کہ 20 دن 2 نے 17 دن، 7 نے 15 دن، ایک نے 12 دن اور ایک ہی نے کہا کہ اسے کماد کی کٹائی کے سیزن میں 10 دن کام مل جاتا ہے۔

23 مزدوروں نے کہا کہ کماد کی کٹائی کی مزدوری پیسوں کی شکل میں دی جاتی ہے۔ 4 نے کہا کہ آگھ کی شکل میں ملتی ہے جبکہ ایک نے کہا کہ پیسوں اور آگھ دونوں شکلوں میں مزدوری دی جاتی ہے۔ 7 نے کہا کہ دیہاڑی کے حساب سے مزدوری ملتی ہے جبکہ 17 نے کہا کہ وزن کے لحاظ سے مزدوری ملتی ہے۔ 4 نے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ جن 7 نے کہا کہ دیہاڑی کے حساب سے مزدوری ملتی ہے ان میں سے ایک نے کہا 100 روپے، 2 نے کہا کہ 150 روپے جبکہ 4 نے کہا کہ 200 روپے دیہاڑی دی جاتی ہے۔ 17 میں سے 12 نے کہا کہ 5 روپے فی من مزدوری ملتی ہے جبکہ 5 نے کہا کہ 6 روپے فی من مزدوری دی جاتی ہے۔ کٹائی کی مزدوری میں صرف کماد کاٹنا نہیں ہوتا بلکہ اسے چھیلنا، گٹھے باندھنا اور ٹرالی پر لادنا بھی شامل ہوتا ہے۔ کل 28 میں سے 25 نے کہا کہ کماد کی کٹائی کی مزدوری کم ہے جبکہ 3 نے کہا کہ ٹھیک ہے۔

(ج)۔ متفرق

ایک ایکڑ گندم کی کٹائی کی مزدوری 3 من گندم ہے جبکہ بعض علاقوں میں ڈھائی من بھی مل رہی ہے۔ اس میں گندم کاٹنا، گٹھے باندھنا اور تھریشنگ میں مدد کرنا شامل ہیں۔ چاول کی کٹائی کی مزدوری 40 کلوگرام کے بدلے 4 کلوگرام چاول ہیں۔ اس میں چاول کاٹنا، گٹھے باندھنا، جھاڑنا اور پھر صاف کر کے ڈھیریاں بنانا شامل ہیں۔ اس کے علاوہ فصلوں کو پانی لگا کے، کھاد ڈال کے اور سپرے کر کے بھی یہ لوگ روزی کماتے ہیں۔ کھاد دینے کی دیہاڑی 150 روپے ہے اور سپرے کرنے کی مزدوری 15 روپے فی ٹینک ہے۔

خلاصہ

اگرچہ ہم نے بہت کم تعداد میں زرعی مزدوروں کے انٹرویو کئے ہیں۔ ہم تمام فصلوں، سبزیوں اور باغوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو اس میں شامل نہ کر سکے۔ تاہم مستقبل میں ہم یہ کام چاروں صوبوں سے زیادہ زرعی مزدوروں کو شامل کر کے مزید اچھے طریقے سے کریں گے۔ لیکن یہ سارا کام کرنے کے بعد اس مجموعی رجحان کا ضرور پتہ چلا ہے کہ زرعی مزدور بالخصوص خواتین زرعی مزدور انتہائی کسمپرسی کی زندگی گزار رہی ہیں اور ان کو انتہائی کم اجرتیں دی جا رہی ہیں۔ اس سے یہ اندازہ بھی ہوتا ہے کہ دیگر فصلوں اور سبزیوں میں کام کرنے والے مزدوروں کو بھی کم اجرتیں دی جا رہی ہوں گی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پاکستان کے دیہی علاقوں میں اکثریتی آبادی رہتی ہے اس لئے ظاہر ہے کہ مزدوروں کی تعداد بھی یہاں زیادہ ہے۔ اس کے برعکس روزگار کی سہولیات انتہائی کم ہیں۔ اس لئے ان مزدوروں کو جتنی بھی مزدوری ملتی ہے یہ لے لیتے ہیں اور کام کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ خاموشی سے محنت مزدوری پہ لگے رہتے ہیں۔ جہاں کہیں یہ متحد اور منظم ہو کے اپنے حقوق کے حق میں آواز اٹھاتے ہیں وہاں ان کی بات سنی بھی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک کسان مزدور گروپ کی خواتین نے سوچا کہ کپاس کی چنائی کے عوض ان کو دی جانی والی اجرتیں انتہائی کم ہیں تو انہوں نے مل کے فیصلہ کیا کہ ہماری اجرتیں بڑھائی جائیں ورنہ ہم کام نہیں کریں گی۔ ان کے عزم کے

آگے متعلقہ آبادی کے زمیندار نہ ٹِک سکے کیونکہ وہاں انہیں کام کے لئے کوئی بھی مزدور دستیاب نہ ہو سکا۔ اس طرح بالآخر زمینداروں کو کپاس کی چنائی کی اجرت 3 سے 7 روپے فی کلوگرام کرنا پڑی۔

اس تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اگر ایک مزدور عورت صبح سے لیکر شام تک کام کرے تو اوسطاً روزانہ تقریباً 24 کلوگرام کپاس چن لیتی ہے جس کے بدلے میں اس کو بمشکل ہی پچاس ساٹھ روپے ملتے ہیں۔ مثلاً ضلع لودھراں کی یونین کونسل دورانوالہ میں کہیں دو روپے اور کہیں ڈھائی روپے فی کلوگرام مزدوری مل رہی ہے۔ اسی طرح بہاولپور کی یونین کونسل گوٹھ مہراب اور مبارک پور میں بھی یہی ریٹ چل رہا ہے۔ سب سے زیادہ ریٹ ضلع لیہ کی یونین کونسل شوکت آباد میں 7 روپے فی کلوگرام کے حساب سے مل رہا ہے۔ باقی جمن شاہ اور ضلع بھکر کی یونین کونسل نوتک، بستی بختاور اور بہل میں 6 روپے فی کلوگرام کے حساب سے مل رہا ہے۔ اسی طرح گوڈی کرنے کی مزدوری کہیں 800، کہیں 700 تو کہیں 600 روپے دی جا رہی ہے۔

کماد کی کٹائی کی مزدوری بھی نہایت کم دی جا رہی ہے۔ کہیں یہ 5 روپے فی من دی جا رہی ہے تو کہیں 6 روپے فی من۔ اب 5 یا 6 روپے میں ان مزدوروں کو کماد کاٹنا ہوتا ہے، اس کے بعد اسے چھیلنا ہوتا ہے، پھر اس کے گٹھے باندھنے ہوتے ہیں اور پھر آخر میں اسے ٹرالی پر لادنا ہوتا ہے۔ اس طرح یہ سارے کام کرنے کے بعد ان کو 5 یا 6 روپے ایک من کے دیئے جاتے ہیں۔ جن علاقوں سے ہم نے کماد کی فصل میں کام کرنے والے مزدوروں کے انٹرویو کئے وہاں کماد کی بیجائی اور گوڈی کرنے کی مزدوری کم و بیش ایک ہی شرح سے دی جا رہی تھی جیسے لیہ اور بھکر میں ایک ایکڑ کماد کی بیجائی یا گوڈی کرنے کے 1000 سے لے کر 1200 روپے دیئے جا رہے تھے۔

یونین کونسل سطح کے کسان مزدور گروپوں کے متحرک کارکنوں کے ساتھ انٹرویو

اس سارے معاملے کو مزید بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ہم نے ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ پاکستان کے پراجیکٹ "پاکستان میں جمہوری گورننس کا استحکام (ایس ڈی جی پی)" کے تحت بنائے گئے یونین کونسل سطح کے کسان مزدور گروپوں کے 18 متحرک اراکین کے ساتھ ان اضلاع میں تفصیلی انٹرویو بھی کئے۔ ان سے کئے گئے سوالات کے نتیجے میں جو باتیں سامنے آئیں ان کے حوالے سے مختصر سا تجزیہ ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

زرعی مزدوروں کی اجرتوں کے حالات

پاکستان میں زرعی مزدوروں کو بہت زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔ ان کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ان کو اجرتیں انتہائی کم ملتی ہیں۔ ایک تو مجموعی طور پر ویسے ہی اجرتیں کم ہیں دوسرا خواتین کو تو اور بھی کم ملتی ہیں۔ روزگار کی سہولتوں کے فقدان اور زمینداروں کے گٹھ جوڑ کے باعث ان کو چاروناچار انتہائی کم معاوضے پر کام کرنا پڑتا ہے۔ خواتین مزدوروں کے لئے یہ بھی مسئلہ ہوتا ہے کہ کام کے سلسلے میں یہ گھر سے زیادہ دور نہیں جا سکتیں کیونکہ ہر صورت ان کو شام کو گھر پہنچنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کی پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ جہاں ان کا گھر ہے مزدوری وہیں پر ملے یا پھر زیادہ سے زیادہ قریبی دیہاتوں میں۔ زمیندار ان مجبوریوں کی بنیاد پر ان کا استحصال کرتے ہیں۔ ایک خاتون اگر صبح سے لیکر شام تک کام کرے تو اوسطاً روزانہ تقریباً 24 کلوگرام کپاس چن لیتی ہے جس کے بدلے میں اس کو بمشکل ہی پچاس ساٹھ روپے ملتے ہیں۔ مثلاً ضلع

لودھراں کی یونین کونسل دورانوالہ میں کہیں دو روپے اور کہیں ڈھائی روپے فی کلوگرام مزدوری مل رہی ہے۔ اسی طرح بہاولپور کی یونین کونسل گوٹھ مہراب اور مبارک پور میں بھی یہی ریٹ چل رہا ہے۔ سب سے زیادہ ریٹ ضلع لیہ کی یونین کونسل شوکت آباد میں 7 روپے فی کلوگرام کے حساب سے مل رہا ہے۔ باقی جمن شاہ اور ضلع بھکر کی یونین کونسل نوتک، بستی بخشاور اور بہل میں 6 روپے فی کلوگرام کے حساب سے مل رہا ہے۔ اسی طرح گوڈی کرنے کی مزدوری کہیں 800، کہیں 700 تو کہیں 600 روپے دی جا رہی ہے۔

کم اجرتوں کے علاوہ ان کا یہ مسئلہ بھی ہے کہ ان کے روزگار کی نوعیت عارضی یا موسمی (سیزنل) ہوتی ہے۔ مخصوص دنوں میں ان کو روزگار ملتا ہے باقی وقت یہ یا تو بے روزگار رہتے ہیں یا پھر انہیں کوئی اور کام کرنا پڑتا ہے۔ ان مزدوروں کی اکثریت بے زمین ہے اور ان کے گزر اوقات کا انحصار زرعی شعبہ میں مزدوری پر ہے۔ مہنگائی سے یہ طبقہ بہت زیادہ متاثر ہوا ہے۔ اکثریت کے کچے مکان ہیں۔ لٹرین وغیرہ کا تو تصور نہیں ہے۔ غربت کی وجہ سے بچوں کو پڑھا بھی نہیں سکتے۔ اگر ان کے بچے خدانخواستہ کسی بڑی بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو پھر موت ہی ان کا علاج ہے۔ ان کی دو وقت کی روٹی بھی بڑی مشکل سے چلتی ہے۔

کچھ افراد کے بقول اجرتوں میں کمی کا سبب یہ ہے کہ فصلیں اچھی نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے زمیندار کو فصلوں سے خاطر خواہ بچت نہیں ہوتی جس کا خمیازہ ان مزدوروں کو کم اجرتوں کی شکل میں بھگتنا پڑتا ہے۔

مزدوری میں علاقے کے لحاظ سے یکسانیت پائی جاتی ہے یا تضاد ہے؟

مزدوری میں کسی اصول یا ضابطے کو مدِ نظر نہیں رکھا جاتا بلکہ جہاں بات بنتی ہے وہیں پر ہی اجرت مقرر کر دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک علاقے کے اندر ہی اجرتیں مختلف چل رہی ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک کھیت کے اندر مزدوروں کو مختلف ریٹ مل رہے ہوتے ہیں۔ ان کی اجرتیں بڑھائی جانی چاہئیں، ان کو قانونی تحفظ فراہم کیا جانا چاہیے اور اس حوالے سے کوئی پالیسی بنائی جانی چاہیے۔ پچھلے چار پانچ سال سے مہنگائی بہت زیادہ بڑھی ہے لیکن ماسوائے چند علاقوں کے باقیوں میں تین چار سال پرانی اجرتیں مل رہی ہیں۔

مزدور دیہاتوں میں دستیاب ہیں یا دور دراز علاقوں سے آتے ہیں؟

زیادہ تر مزدور تو دیہی علاقوں سے ہیں۔ جس علاقے میں کام ہو رہا ہوتا ہے وہیں سے زیادہ تر مزدور ہوتے ہیں لیکن اگر ضرورت ہو تو ساتھ والے گاؤں سے بھی مزدور مل جاتے ہیں۔ مقامی مزدوروں کو اس لئے ترجیح دی جاتی ہے کہ ان کو ٹرانسپورٹ کی سہولت دینے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ میل دو میل پیدل چل کے کھیتوں میں کام کرنے آتے ہیں۔ غیر مقامی مزدوروں کو تو لازماً ٹرانسپورٹ کی سہولت دینا پڑتی ہے اور ظاہر ہے اس پر خرچ بھی آتا ہے۔ اس لئے زمیندار غیر مقامی مزدوروں کو کام دینے سے کتراتے ہیں۔

اگر خواتین کو اپنے گاؤں میں کام نہ مل رہا ہو تو یہ قریبی دیہاتوں میں کام کرنے چلی جاتی ہیں لیکن یہ ایک حد سے زیادہ دور نہیں جاتیں کیونکہ ان کو ہر صورت شام کو گھر لوٹنا ہوتا ہے۔

زرعی مزدوروں کے حالات زندگی کیسے ہیں؟ کیا ان کے گھروں میں کھانے پینے اور رہائش کی مناسب سہولیات دستیاب ہیں؟

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے یہ مزدور بے زمین ہیں۔ یہ معاشی طور پر بہت کمزور ہیں۔ غربت اور جہالت کے باعث بچے زیادہ پیدا کر لیتے

ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں سے اکثر کی فیملیاں خاصی بڑی ہیں اوران کو کھلانا ان کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے۔ کبھی کبھی توان کو بھوکا بھی سونا پڑ جاتا ہے۔ کچے گھروں میں زیادہ تر لوگ رہائش پذیر ہیں بلکہ کچھ لوگوں کے تو اپنے گھر ہی نہیں۔ کچے گھروں کی وجہ سے موسمِ برسات ان کے لئے بہت کٹھن ہوتا ہے۔ بارش کی وجہ سے ان کے گھر گر جاتے ہیں یا پھر چھتوں سے پانی بہنے لگتا ہے۔ معاشی بدحالی کی وجہ سے صحت و تعلیم کی سہولتوں سے محروم ہیں۔ انہیں تو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں زندگی کی دیگر سہولیات تو ان کے لئے محض خواب ہیں۔ بس جیسے تیسے کر کے یہ لوگ جئے جا رہے ہیں۔

کیا زرعی مزدوری میں جنس کے لحاظ کوئی فرق پایا جاتا ہے؟ اگر فرق ہے تو کتنا؟

کپاس کی چنائی کیونکہ علیحدہ سے خواتین کا کام ہے اس لئے اس میں جنس کے فرق کو نہیں دیکھا جا سکتا لیکن دیگر کاموں میں جہاں خواتین اور مرد ایک ساتھ کام کر رہے ہوتے ہیں وہاں ان کو ایک ہی کام کی مختلف اجرتیں ملتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ جہاں دیہاڑی کا حساب ہوتا ہے وہاں مرد کو زیادہ دیہاڑی دی جاتی ہے اور عورتوں کو کم لیکن جہاں وزن یا ایکڑ کے حساب سے مزدوری مل رہی ہو تو وہاں مزدوری برابر دی جاتی ہے۔ مثلاً اگر گندم کی گوڈی کی مزدوری 800 روپے فی ایکڑ مل رہی ہے تو اس میں چاہے مرد ہوں یا خواتین دونوں کو ایک جیسی اجرتیں ملیں گی لیکن اگر ایک ٹھیکیدار نے آٹھ دس ایکڑ گوڈی کا ٹھیکہ لے لیا ہے اور اگر وہ اس میں مرد اور خواتین مزدور کام پر لگاتا ہے تو اس میں وہ عورت کو مرد کے مقابلے میں کم مزدوری دیتا ہے۔ جہاں دیہاڑی کا حساب ہوتا ہے وہاں عورت کو مرد کے مقابلے میں 30 سے 40 فیصد کم مزدوری ملتی ہے۔

5- سفارشات

1- حکومت کو چاہیے کہ لیبر پالیسی کی طرح کھیت مزدوروں اور بے زمین کسانوں کے لئے بھی پالیسی تشکیل دے جس میں:

- i- کھیت مزدوروں کی کم از کم اجرت جو لیبر پالیسی میں ہے مقرر کی جائے۔
- ii- خواتین دیہی مزدوروں کی اجرت میں اضافہ کر کے یہ مرد مزدوروں کی اجرت کے برابر کی جائے۔
- iii- کام کے دوران پیش آنے والے حادثات کی صورت میں ان کے علاج اور تلافی کی ذمہ داری حکومت اور زمینداروں کو مل کر برداشت کرنی چاہیے۔
- iv- خواتین مزدوروں کی زچگی اور بیماری میں انہیں علاج کی سہولت مفت فراہم کی جائے۔

2- زراعت سے وابستہ مزدوروں کو صرف فصلوں کے دوران روزگار ملتا ہے اور باقی عرصہ انہیں بے روزگاری برداشت کرنی پڑتی ہے۔ بے روزگاری کے دوران حکومت ان کو گزارہ الاؤنس فراہم کرے۔

3- زراعت ہی وہ شعبہ ہے جو ہمارے سماج کو غذا فراہم کرتا ہے لہٰذا اس شعبہ میں کام کرنے والے مرد و خواتین مزدوروں اور ان کے خاندانوں کے غذائی تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔

4- سول سوسائٹی کی تنظیموں کو چاہیے کہ:

- i- زرعی شعبہ میں کام کرنے والے مزدوروں خاص طور پر خواتین مزدوروں میں ان کے حقوق کی آگاہی کی مہم چلائیں تا کہ وہ اپنے بنیادی حقوق کے بارے میں شعور حاصل کر سکیں۔
- ii- زرعی مزدوروں کو منظم اور متحد کرنے کے لئے گاؤں کی سطح پر چھوٹے گروپ بنائے جائیں تا کہ وہ اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کر سکیں۔
- iii- پالیسی ساز اداروں تک زرعی مزدوروں اور کسانوں کی آواز پہنچائیں تا کہ حکومت پر دباؤ قائم کیا جا سکے اور وہ ان کے لئے پالیسی بنائے۔

1- Arif, Mazhar. (2007).*Livelihood Rights of Peastants and Rural Workers* South Asia Partnership Pakistan, Lahore.

2- *Agricultural Wage Workers: the Poorest of the Rural Poor.* Retrieved December 15, 2009 (http://www.ilo.org)

3- *The role of women in crop, livestock, fisheries and forestry.* Retrieved December 16, 2009 (http://www.fao.org/docrep/x0176e05.htm)

4- http://www.piler.org.pk/Denialanddiscrimination.htm Retrieved December 15, 2009

5- http://www.fao.org/sd/wpdirect/wpre0111.htm Retrieved December 12, 2009

6- http://www. un.org Retrieved December 17, 2009

7- http://www. undp.org Retrieved December 17, 2009

8- http://www.pakissan.com Retrieved December 18, 2009

ضمیمہ-I

کپاس کی چنائی کرنے والی مزدور خواتین

عمریں

عمر (سال)	تعداد/فیصد
15 تا 25	9
26 تا 35	32
36 تا 45	33
46 تا 55	20
56 تا 65	6
کل	100

قسم مزدوری

قسم	تعداد/فیصد
سیزنل	55
مستقل	45
کل	100

کیا زرعی مزدوری کے علاوہ بھی آپ کوئی مزدوری کرتی ہیں؟

جواب	تعداد/فیصد
ہاں	44
نہیں	56
کل	100

زرعی مزدوری کے علاوہ آپ کیا مزدوری کرتی ہیں؟

جواب	تعداد
سلائی کڑھائی	15
زمیندار کے گھر کام کرنا	20
زمیندار کے جانور پالنا	7
دیگر کام	2
کل	44

آپ کتنے افراد کی کفالت کرتی ہیں؟

تعداد افراد	تعداد / فیصد
4تا9	69
9اور اس سے زیادہ	31
کل	100

آپ کے گھر میں کون کونسے جانور ہیں؟

جانور	تعداد / فیصد
کوئی جانور نہیں	28
بکریاں	30
گائیں	9
بھینسیں	6
دیگر	27
کل	100

آپ کا گھر کیسا ہے؟

جواب	تعداد/فیصد
کچا	74
پکا	8
کچا پکا ملا جلا	18
کل	100

ان میں سے 10 افراد کا اپنا گھر نہیں ہے۔

آپ کے علاوہ گھر میں کمانے والے کتنے افراد ہیں؟

جواب	تعداد/فیصد
1 فرد	53
2 افراد	19
3 افراد	13
4 افراد	1
5 افراد	2
6 افراد	3
7 افراد	1
8 افراد	1
کوئی نہیں	7
کل	100

کپاس کی چنائی کے سیزن میں آپ کو مہینے میں کتنے دن کام مل جاتا ہے؟

جواب	تعداد/فیصد
1 تا 5 دن	0
6 تا 10 دن	8
11 تا 15 دن	15
16 تا 20 دن	21
21 تا 25 دن	5
26 تا 30 دن	1
پورا سیزن	47
جواب نہیں دیا	3
کل	100

چنائی میں آپ کو کتنے گھنٹے روزانہ کام کرنا ہوتا ہے؟

کام (گھنٹے)	تعداد/فیصد
5 تا 7	15
8 تا 9	69
10 تا 12	13
جواب نہیں دیا	3
کل	100

چنائی کی اجرت کے بارے میں رائے

جواب	تعداد/فیصد
ٹھیک ہے	16
کم ہے	81
جواب نہیں دیا	3
کل	100

آپ ایک دن میں کتنی مقدار میں کپاس چن لیتی ہیں؟

مقدار (کلوگرام)	تعداد/فیصد
14	1
15	10
16	2
18	5
20	26
22	1
25	24
26	1
27	3
28	1
30	10
32	1
35	3
40	9
جواب نہیں دیا	3
کل	100

کپاس کی اوسط مقدار جو مزدور خاتون ایک دن میں چن لیتی ہے: 24 کلوگرام

ضمیمہ-II

کپاس کی چنائی کرنے والی مزدور خواتین سے انٹرویو

علاقہ (جہاں انٹرویو کیا جا رہا ہے)

گاؤں/بستی کا نام:--

یونین کونسل کا نام اور نمبر:--

تحصیل:----------------------------------

ضلع:----------------------------------

جواب دہندہ کے متعلق عمومی معلومات

نام:----------------------------

عمر:----------------------------

گاؤں/بستی کا نام:--

یونین کونسل کا نام اور نمبر:--

تحصیل:----------------------------------

ضلع:----------------------------------

1- آپ کس قسم کی زرعی مزدوری کرتی ہیں؟ مستقل ☐ سیزنل ☐

2- کیا اس کے علاوہ بھی آپ کوئی مزدوری کرتی ہیں؟ ہاں ☐ نہیں ☐

3- اگر ہاں تو اس کے علاوہ آپ کیا مزدوری کرتی ہیں؟--

3.1- تو اس کی مزدوری کتنی ملتی ہے؟----------------

4- آپ کتنے افراد کی کفالت کرتی ہیں؟----------------

5- آپ کا گھر کیسا ہے؟ کچا ☐ پکا ☐ دیگر----------------

6- آپ کے گھر میں مندرجہ ذیل میں سے کون کون سے جانور ہیں؟

مرغیاں ☐ بھیڑیں ☐ بکریاں ☐ گائے ☐ بھینس ☐

دیگر---------------------------- ان میں سے کوئی نہیں ☐

7- آپ کے علاوہ گھر میں کمانے والے کتنے افراد ہیں؟----------------

8- ایک اندازے کے مطابق آپ کی ایک ماہ میں کتنی زرعی مزدوری بن جاتی ہے؟----------

چنائی

9- کپاس کی چنائی کے سیزن میں آپ کو مہینے میں کتنے دن کام مل جاتا ہے؟--------------

10- چنائی میں آپ کو کتنے گھنٹے روزانہ کام کرنا ہوتا ہے؟--------------

11- آپ کو چنائی کی اجرت کس حساب سے ملتی ہے؟ فی کس ☐ فی ایکڑ ☐ وزن کے لحاظ سے ☐ دیگر------

11.1- اگر فی کس ملتی ہے تو کتنی؟--------------

11.2- اگر فی ایکڑ ملتی ہے تو کتنی؟--------------

11.3- اگر وزن کے حساب سے ملتی ہے تو فی کلو کتنی؟--------------

12- آپ کو چنائی کی جو اجرت ملتی ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ٹھیک ہے ☐ کم ہے ☐

12.1- اگر کم ہے تو آپ کے خیال میں اجرت کتنی ہونی چاہیے؟--------------

13- آپ ایک دن میں کتنی مقدار میں کپاس چن لیتی ہیں؟--------------

14- ایک بچی یا بچہ (12 سال سے کم) ایک دن میں کتنی مقدار میں کپاس چن لیتی ہے؟----------

ضمیمہ-III

یونین کونسل سطح کے کسان مزدور گروپوں کے متحرک کارکنوں کے ساتھ انٹرویو

نام:--------------------------

گاؤں / بستی کا نام:--------------------------------

یونین کونسل کا نام اور نمبر:--------------------------------

تحصیل:--------------------------

ضلع:--------------------------

1- آپ کے علاقے میں زرعی مزدوروں کی اجرت کے کیا حالات ہیں؟

2- کیا مزدوری میں علاقے کے لحاظ سے یکسانیت پائی جاتی ہے یا تضاد ہے؟

3- مزدور دیہاتوں میں دستیاب ہیں یا دور دراز علاقوں سے آتے ہیں؟

4- زرعی مزدوروں کے حالات زندگی کیسے ہیں؟ کیا ان کے گھروں میں کھانے پینے اور رہائش کی مناسب سہولیات دستیاب ہیں؟

5- کیا زرعی مزدوری میں جنس کے لحاظ سے کوئی فرق پایا جاتا ہے؟ اگر فرق ہے تو کتنا؟

تحقیق میں معاون تنظیمیں

1- انجمن فلاح نسواں

سی-4، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، چیچہ وطنی، ساہیوال۔

2- فارمر ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن

بستی ملوک، لودھراں۔

3- چولستان ڈویلپمنٹ کونسل آف پاکستان

5/A، ایکس بلاک، ماڈل ٹاؤن- سی، مین روڈ بہاولپور۔

4- جاگ ویلفیئر موومنٹ

بھٹہ کالونی روڈ، اتحاد کالونی، رحیم یار خان۔

5- عوامی ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن

ہاؤس نمبر 33B، ہاؤسنگ کالونی فیز-II، لیہ۔

6- روشنی ویلفیئر آرگنائزیشن

محلہ حسین آباد بھل، بھکر۔

ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ، پاکستان

حبیب میموریل ٹرسٹ بلڈنگ، ناصر آباد، 2 کلومیٹر رائیونڈ روڈ، ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور۔

فون نمبر: 6-3,5-042-35311701 فیکس: 042-35311710 ای میل: info@sappk.org